ہدایات برائے نوبیاہتا جوڑے

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالی بنصرہ العزیز نے اس خواہش کا اظہار فرمایا ہے کہ وہ جوڑے جن کی شادی ہونے والی ہو ان کی راہنمائی کی جائے اور ان کو نئی شادی شدہ زندگی میں پیش آنے والی ممکنہ مشکلات کے بارے آگاہ کیا جائے۔ روزمرہ کے ممکنہ تنازعات اور ناچاکیاں ایک شادی شدہ زندگی کو منتشر یا تباہ کر سکتے ہیں۔ یاد رکھیں آگاہی آپ کو بہتر تیار کر سکتی ہے۔

شعبہ رشتہ ناطہ امریکہ نے نوبیاہتا جوڑوں اور ان کے والدین کو شادی کے مراحل میں راہنمائی کی خاطر اور نئی شادی شدہ زندگی میں پیش آنے والی ممکنہ مشکلات کے بارے میں آگاہی کے لیے اس دستاویز کو تیار کیا ہے۔ اس مواد کو درجہ ذیل مضامین میں پیش کیا جاتا ہے:

1) جماعت احمدیہ امریکہ کی نکاح سے متعلق ہدایات
2) نوبیاہتا جوڑے کی رہائش۔ سسرال میں رہنا
3) نوبیاہتا جوڑے کی رہائش۔ علیحدہ رہنا
4) پائیدار تعلقات کی بنیاد
5) ممکنہ تنازعات اور ان کا حل۔

(1) جماعت امریکہ کی نکاح سے متعلق ہدایات

اسلام میں شادی کی بنیاد تقویٰ پر ہے اور اس کا ذکر خطبۂ نکاح میں پانچ دفعہ کیا گیا ہے۔ایک کامیاب شادی دعاؤں کے بغیر نا ممکن ہے۔ہر ایک کو شادی سے پہلے، شادی کے دوران ہر مرحلے پر عاجزانہ دعائیں کرنی چاہئیں۔ نکاح دو فریقین (میاں بیوی) کے مابین ایک معاہدہ ہے اس لئے نکاح فارم کو احتیاط سے پر کرنا چاہئے۔

جماعت احمدیہ مسلمہ امریکہ میں نکاح کے اہم امور کو ذیل میں ایک جامع فہرست میں پیش کیا گیا ہے۔ان تمام اقدامات پر درجہ ذیل میں دی گئی ترتیب کے مطابق عمل درآمد کرنا نہایت ضروری ہے۔

- سول یا کورٹ میرج کے بعد میرج لائسنس حاصل کریں۔اگر کسی جائز وجہ سے نکاح سے پہلے کورٹ میرج کرنا ممکن نہ ہو تو امیر جماعت امریکہ سے کورٹ میرج سے پہلے نکاح کرنے کا تحریری اجازت نامہ حاصل کریں۔اجازت نامہ کو پر شدہ نکاح فارم کے ساتھ مرکز میں جمع کروائیں۔
- نکاح فارم کی چار کاپیاں ضروری ہیں۔ ہر نکاح فارم پر تمام دستخط اصل ہونے چاہئیں (فارم کی نقل نا قابل قبول ہے)۔میرج سرٹیفکیٹ اور طلاق نامہ (اگر قابل اطلاق ہو) کو ہر نکاح فارم کے ساتھ منسلک کریں۔ پس تمام ضروری دستاویز کی چار کاپیاں مطلوب ہیں۔
- مورخہ یکم جنوری 2015ء سے دونوں دلہا اور دلہن کو Binding Arbitration Agreement کو مکمل کر کے نوٹری کروانا لازمی ہے۔
- لڑکی اور اس کے سرپرست (ولی) کو نکاح فارم میں مسمہ (لڑکی) کے سیکشن کو مکمل کرنا چاہئے اور اس پر گواہان (دو بالغان) کے دستخط لینے ہونگے۔
- لڑکی کے صدر جماعت سے دستخط اور مہر لگوا کر فارم مکمل کروائیں۔
- لڑکے کو نکاح فارم میں مسمی (لڑکے) کے سیکشن کو مکمل کرنا چاہئے اور اس پر گواہان (دو بالغان) کے دستخط لینے ہونگے۔

- لڑکے کے صدر جماعت سے دستخط اور مہر لگوا کر فارم مکمل کرنا ہوگا۔
- اگر لڑکا یا لڑکی غیر ملکی ہیں، اس صورت میں امیر جماعت کے بھی دستخط ہونے چاہیئں۔
- تمام مکمل نکاح فارم مربی صاحب کے پاس جمع کروائے جانے چاہیئں جنہیں نکاح پڑھانے کی اجازت ہو۔ اگر مربی صاحب موجود نہ ہوں تو صدر جماعت یا نکاح خواں کو امیر جماعت امریکہ سے نکاح پڑھانے کے لئے تحریری اجازت نامہ چاہئے، جو حل شدہ نکاح فارم کے ساتھ مرکز میں جمع کروایا جائے۔
- نکاح کے بعد نکاح فارم کے صفحہ 4 پر دو بالغ گواہان کو تمام مطلوبہ معلومات فراہم کرنی ہونگی اور تمام صفحات پر دستخط فراہم کرنے ہونگے۔
- مربی صاحب یا منظور شدہ نکاح خواں چاروں نکاح فارم مرکز میں جمع کروائیں گے

Attention: General Secretary Office

Ahmadiyya Movement in Islam

15000 good Hope Road

Silver Spring, MD 20905

- مرکز، نکاح کا اندراج کرنے کے بعد نکاح فارم کی دو کاپیاں جس شخص کی طرف سے جمع کروائی گئی ہونگی اسی کو واپس بھیجتا ہے جو ایک ایک کاپی لڑکے اور لڑکی کے حوالے کر دیتا ہے۔
- نکاح فارم کو درست اور مکمل طور پر حل کرنے کے لئے معقول وقت درکار ہے۔ آخری وقت میں نکاح فارم صدر جماعت کے حوالے نہیں کرنے چاہئیں۔

شادی کے لئے رضامندی

- کیا دونوں فریق نکاح سے خوش ہیں؟
- کیا کسی فریق کو اس کی مرضی کے خلاف جبراً شادی کے لئے مجبور تو نہیں کیا گیا؟

- لڑکی کو بغیر کسی دباؤ کے اور خود مختاری سے اجازت دینی چاہئے۔
- لڑکی کے (جائز سرپرست) ولی کی اجازت کے بغیر نکاح نہیں ہو سکتا۔

(حوالہ: ایک نوجوان عورت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئی اور عرض کیا: میرے والد نے میرا نکاح اپنے بھتیجے سے کر دیا ہے، تاکہ میری وجہ سے اس کی ذلت ختم ہو جائے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت کو اختیار دے دیا، تو اس نے کہا: میرے والد نے جو کیا میں نے اسے مان لیا، لیکن میرا مقصد یہ تھا کہ عورتوں کو یہ معلوم ہو جائے کہ ان کے باپوں کو ان پر (جبراً نکاح کر دینے کا) اختیار نہیں پہنچتا۔ نسائی)

حق مہر

- حق مہر اسلامی شادی کا ایک لازمی جزو ہے۔ جس کا نکاح کے وقت اعلان کیا جاتا ہے۔
- حق مہر کی رقم پر دونوں فریقین کو باہمی رضامند ہونا چاہئے۔
- خاندانی وجاہت کی خاطر حق مہر کو زیادہ لکھوانے (اس یقین دہانی کے ساتھ کہ لڑکی کے گھر والے کبھی اس کا تقاضا نہیں کریں گے) کی اجازت نہیں۔
- شوہر کو اپنی بیوی کو جلد سے جلد حق مہر ادا کرنا چاہئے اور بیوی کا حق ہے کہ وہ اس کو وصول کرے۔ سوائے شعبہ قضا کے اور وہ بھی مخصوص حالات میں اس حق کا کوئی انکار نہیں کر سکتا۔ بعد میں بیوی اپنی رضامندی سے حق مہر معاف کر سکتی ہے۔ اس رضامندی کو ایک بالغ گواہ کی موجوگی میں تحریری طور پر محفوظ کر لینا چاہئے، بہتر ہے کہ نوٹری کروالیا جائے۔ حق مہر کی ادائیگی کو بھی ایک بالغ گواہ کی موجوگی میں ایک دستاویز میں محفوظ کر لینا چاہئے اور نوٹری کروالینا چاہئے۔
- حضرت مصلح موعودؓ کے ارشاد کے مطابق حق مہر لڑکے کی موجودہ چھ ماہ کی تنخواہ کے برابر ہونا چاہئے۔

(حوالہ: اور عورتوں کو ان کے مہر دِلی خوشی سے ادا کرو ۵:۴)

نکاح کے وقت زیور دینا

نکاح کے وقت دیا گیا زیور حق مہر میں شامل کیا جا سکتا ہے اور اس صورت میں اس بات کو نکاح فارم پر تحریر کیا جانا چاہئے۔
اگر شادی ختم ہو جائے تو زیور حق مہر کا حصہ سمجھا جائے گا۔ شادی قائم رہنے پر زیور بیوی کی جائیداد بن جاتا ہے۔

شادی کے تحائف

مزید زیور، کپڑے اور دیگر تحائف، شادی پر جس کو بھی ملتے ہیں اسی کی جائیداد سمجھے جاتے ہیں۔ شادی ختم ہونے کی صورت میں تحائف واپس نہیں لینے چاہئیں۔ آنحضورؐ نے تحفہ واپس لینے کو اپنی قے چاٹنے کے برابر قرار دیا ہے۔

(حوالہ: اور اگر تم ایک بیوی کو دوسری بیوی کی جگہ تبدیل کرنے کا ارادہ کرو اور تم ان میں سے ایک کو ڈھیروں مال بھی دے چکے ہو تو اس میں سے کچھ واپس نہ لو ۲۱:۴)

جہیز

جہیز لڑکی اپنے ساتھ نئے گھر میں لاتی ہے۔ آنحضرتؐ نے اپنی بیٹی حضرت فاطمہؓ کی شادی کے موقع پر کچھ برتن اور بستر جہیز میں دیئے۔ یہ مثال ہمارے لئے رہنمائی کا معیار قائم کرتی ہے۔ جہیز کو اپنی حیثیت اور استطاعت کے مطابق ہونا چاہئے۔ لڑکے والوں کی طرف سے جہیز کی کوئی توقع یا دباؤ نہیں ہونا چاہیئے۔ جہیز کو مکمل رضامندی سے نہ کہ لوگوں کو متاثر کرنے کے لئے دینا چاہیئے۔ دونوں فریقین کو جہیز کی قیمت اور اشیاء پر متفق ہونا چاہئے۔

لڑکی کے والدین کو اس خیال سے جہیز دینے میں اسراف نہیں کرنا چاہیئے کہ انہیں اپنے داماد پر اعتماد نہیں کہ وہ ان کی بیٹی کو معقول طور پر فراہم کر سکتا ہے۔ کچھ شادیاں بعد میں اس لئے ناکام ہو جاتی ہیں جب داماد کو احساس ہوتا ہے کہ اس کو نادار سمجھا گیا جو اپنے خاندان کی نگہداشت نہیں کر سکتا ہے۔

اگر لڑکی مالی مشکلات یا بیرونی ملک سے آنے کی وجہ سے جہیز نہ لا سکے، تو لڑکے کے خاندان کو مخلصانہ طریق سے سمجھنا چاہیئے اور اس کو قبول کرنا چاہیئے۔ اگر اس بات پر اختلاف کا امکان ہو تو ایسی شادی کرنا غیر دانشمندی ہو گی۔

شادی کی تقریب

سنت کے مطابق شادی اور اسکی تمام تقریبات میں سادگی ہونی چاہیئے اور بجائے نمود و نمائش کے تمام تر توجہ دعاؤں پر ہونی چاہیئے۔ آنحضرت ﷺ کی زندگی میں شادی ایک سادہ نکاح کی تقریب اور بعد میں ولیمہ کی تقریب سے منائی جاتی تھی۔

(آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ولیمہ کرو چاہے ایک بکری سے ہو۔ بخاری)

"ہنی مون"

بنیادی طور پر ہنی مون اسلامی شادی کا حصہ نہیں ہے۔ البتہ اگر مالی حالات اجازت دیں تو نئے شادی شدہ جوڑے کا علیحدہ وقت گذارنا فائدہ مند ہو سکتا ہے۔ اگر ممکن ہو تو سفر کی تفصیلات پہلے سے معلوم کر کے رکھنی چاہیئں اچانک آخری وقت پر نہیں چھوڑنا چاہیئے۔ اگر دلہا دلہن کہیں جانے کی استطاعت نہ رکھتے ہوں تو اس کا اظہار شروع میں ہی کر دینا چاہیئے۔ اسی طرح کے کئی امور میں وضاحت کی کمی مستقبل میں اختلاف کو بڑھانے کا باعث بنتی ہے۔ مثلاً اگر ملک سے باہر سیر کا ارادہ ہو تو پاسپورٹ اور ویکسینیشن موجودہ اور مکمل ہو۔ لڑکے کو لڑکی سے توقع نہیں کرنی چاہیئے کہ وہ تمام تیاری کر کے رکھے جبکہ اس کو معلوم ہی نہ ہو کہ ہنی مون کے لئے بیرونی ملک جانا ہے۔

اگر لڑکی یا لڑکا کسی بیرونی ملک سے آرہے ہوں

بیرون ملک سے آنا دلہا دلہن کے لئے مزید مشکلات کا باعث ہو سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ ان کو نئے ملک کے رواج اور روایات سے واقفیت نہ ہو۔ ان مشکلات میں زبان، کھانا پینا، اس ملک کا لباس، تعلیم، نوکری، ڈرائیونگ، کرنسی یا اس ملک کے کھیل وغیرہ شامل ہیں۔ ایسے میں اس نئے جوڑے اور ان کے گھر والوں کو ان باتوں کی آگاہی ہونی چاہیئے۔

اگر لڑکا کسی بیرونی ملک سے آرہا ہو تو اس کو نئی زبان سیکھنے یا زبان کو بہتر بنانے کی ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے۔ اسکی ممکنہ پیشے، تعلیمی مطابقت کے بارے میں راہنمائی کرنی چاہیئے۔ نئے ماحول سے واقفیت کے ساتھ ساتھ اس کو گھر کے سرپرست ہونے کی

اہمیت کو سمجھنے میں مدد کرنی چاہیئے۔ کوشش کریں کہ جلد سے جلد اس نئے گھرانے کو علیحدہ مکان مہیا کر دیں اور ان کو اپنے خاندانی فیصلے خود کرنے دیں۔

(2)نو بیاہتا جوڑے کی سسرال میں رہائش

(حوالہ: پھر اسلام نے عورت کو الگ گھر کا حق دیا ہے۔اس پر بھی بعض لوگ سوال کرتے ہیں۔آج کے معاشرے میں خاص طور پر ایشین یا پاکستانی، ہندوستانی معاشرے میں اس بات پر جھگڑے ہوتے ہیں کہ ایک گھر میں رہنے کی وجہ سے، بیوی کی اپنے سسرال سے چھوٹی چھوٹی باتوں پر ان بن رہتی ہے جو بڑھتے بڑھتے پھر خاوند بیوی کے جھگڑوں میں تبدیل ہو جاتی ہے اور علیحدگی تک پہنچا دیتی ہے۔ تو بیوی کو یہ حق ہے کو وہ علیحدہ گھر کی خواہش کرے اور انتہائی مجبوری کے علاوہ مردوں کو یہ کہا گیا ہے کہ اس خواہش کو پورا کرنا چاہئے۔لڑکی کو مجبور نہیں کرنا چاہئے کہ وہ ضرور سسرال میں رہے۔اگر وسائل ایسے ہیں تو پھر علیحدہ ہونا چاہئے اور اگر نہیں وسائل تو پھر کوشش کرنی چاہئے کہ جب بھی حالات بہتر ہوں علیحدہ ہونا چاہیئے۔خطاب جلسہ سالانہ یوکے ۲۰۲۱)

عموماً لڑکی شادی کے بعد سسرال جاتی ہے نہ کہ لڑکا۔ مگر دونوں اطراف کی رضامندی کے ساتھ استثنائی صورت بھی ہوسکتی ہے۔اگر لڑکی کا لڑکے کے والدین کے ساتھ سسرال میں رہنے کا منصوبہ ہو تو اس میں کوئی ابہام نہیں ہونا چاہیئے۔

کیا نئے جوڑے کا والدین کے گھر میں رہائش کا عرصہ واضح ہے؟ اگر نہیں تو پہلے سے اس بات کو واضح کرنا چاہیئے کہ یہ انتظام عارضی ہے یا مستقل ہے۔دونوں فریقین کو واضح اور متفق ہونا چاہیئے۔

نئے خاندان سے تعلقات

کچھ دنوں تک نئی دلہن کو مہمان سمجھ کر اسکی دیکھ بھال کی جائے۔ تمام افراد خانہ کو اس کے ساتھ حسن سلوک کرنا چاہیئے اور گھر میں خوش آمدید کرنا چاہیئے۔وہ اپنے گھر کا سکھ اور آرام چھوڑ کر آئی ہے اور شاید گھر کے لئے اداس ہو۔وہ اپنے والدین اور سہیلیوں وغیرہ سے دوری پر اداس اور رنجیدہ ہوسکتی ہے۔اسکے احساسات کو سمجھنا چاہیئے اور ہمدردی کرنی چاہیئے۔اس موقع پر مفاہمت کی کمی سسرال کو سخت، ناقابل برداشت اور غیر ہمدرد کے طور پر بنا کر پیش کر سکتی ہے۔اس وقت شوہر ایک اہم کردار ادا کرتا ہے اسکو بیوی کے احساسات کا خیال رکھنا چاہیئے اور اس دوران اس کی مدد کرنی چاہیئے۔

شادی کی تقریب اور بعد کا رہن سہن ہر گھر کی تہذیب و تمدن اور روایات کے لحاظ سے مختلف ہوتا ہے۔ مشرقی معاشرے کی روایت ہے کہ نو بیاہی دلہن کچھ دن خاص انداز سے سج بن کر رہتی ہے۔ان روایات کا خیال رکھتے ہوئے دلہن کو اپنے حلیے کا خیال رکھنا چاہیئے اور صبح اچھی طرح تیار ہو کر سب سے ملنا چاہیئے۔ سسرال کی طرف سے تحفتاً جوڑے اور زیور خاص اہمیت کے حامل ہوتے ہیں ۔اچھے اخلاق یہ ہیں کہ سسرال کی طرف سے ملے تحائف کو سراہا جائے۔ ساس کی طرف سے اگر کوئی جوڑا، اگرچہ ناپسندیدہ ہی کیوں نا ہو، تب بھی نئی دلہن کو شکر گزاری کے طور پر ایک دفعہ ضرور پہننا چاہیئے۔ یہ ممکن نہیں کے ایک فریق کو دوسرے کی ترجیحات اور پسند کے متعلق مکمل معلومات ہو۔ انہوں نے محبت سے اور لگن سے وہ تحائف دیئے ہیں۔ ایسے حالات میں ناقدری اور ناشکری سسرال کی بد لحاظی سمجھی جاسکتی ہے اور شادی کا آغاز ایک برے تاثر سے ہو سکتا ہے۔ سسرال والوں کو بھی صبر و تحمل سے کام لینا چاہیئے اور نئی دلہن کی پسند اور ناپسند کو سمجھنا اور احترام کرنا چاہیئے۔ دلہے کو بھی بلکل اسی طرح اپنے سسرال سے خوش خلقی سے پیش آنا چاہیئے اور ان کی طرف سے دیئے گئے تحائف کو سراہنا چاہیئے۔

سسرال والوں سے تعلقات قائم کرنا

نئی دلہن کو ساس اور سسر کا ادب و احترام کرنا چاہیئے۔ دلہے کو بھی اپنے ساس اور سسر کو اپنے والدین سمجھ کر احترام سے پیش آنا چاہیئے۔ دونوں دلہا دلہن کو ایک دوسرے کے بہن بھائیوں کے ساتھ رواداری اور احترام سے پیش آنا چاہیئے۔

نئے جوڑے کو ہر ممکن کوشش کرنی چاہیئے کہ شریک حیات کے خاندان والوں کو اپنے خاندان والوں کی طرح سمجھے ۔ سسرال والوں کو اجنبی، باہر والے یا مخالف نہیں سمجھنا چاہیئے۔ سسرال والوں کو اپنے گھر والوں کی طرح اپنی زندگیوں میں خوش آمدید کرنا چاہیئے اور ان سے محبت اور احترام کا سلوک کرنا چاہیئے۔ نئے جوڑے کو کوشش کرنی چاہیئے کہ ایک دوسرے کے بہن بھائیوں سے دوستانہ اور والدین کے ساتھ والدین اور بچوں والے تعلقات قائم کریں۔ان کو اپنے سسرال والوں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا چاہیئے جیسا وہ چاہتے ہیں کہ ان کے شریک حیات ان کے والدین سے کریں۔ صرف اسی طرح سسرال والوں کے ساتھ امن و احترام کی فضا قائم رہ سکتی ہے۔

دونوں طرف کے والدین کو اپنے بچے کو دوسرے کے ساتھ باٹنے پر قدرتی طور پر کھو دینے کا احساس ہوتا ہے۔ یہ قابل فہم ہے اور نئے دلہا دلہن کو اس کا احساس ہونا چاہیئے۔ اس پر نئے آنے والے کو غصہ یا مایوسی نہیں ہونی چاہیئے۔ اس احساس کو ختم کرنے کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ خاندان کا حصہ بنا جائے۔ یہ دونوں فریقین کے لئے اہم ہے۔

نئے رشتے نئے چیلنج لے کر آسکتے ہیں۔ لڑکے کی ماں اور بہنوں کو اس نئے رشتے کو سمجھنے میں مشکل ہو سکتی ہے جس کی وجہ سے خاندان میں تناؤ بھی پیدا ہو سکتا ہے۔ ایسی صورتحال کا بہترین حل یہ ہے کہ جس قدر ہو سکے نظر انداز کیا جائے اور نندوں کے ساتھ دوستانہ تعلقات استوار کریں۔ نندوں کو اپنی بہنیں سمجھیں اور بہنوں سا سلوک کریں۔ ہر خاندان میں ایک ایسا فرد ہوتا ہے۔ جسکا فیصلہ تمام افراد خانہ کو قابل قبول ہوتا ہے مثلاً ساس، سسر، یا بڑا بیٹا وغیرہ۔ ایک نئے فرد کو یہ جانچنے میں کچھ وقت درکار ہوتا ہے۔ دونوں کو نصیحت کی جاتی ہے کہ شادی کے شروع کے دنوں میں اسکو سمجھا جائے اور نئے خاندانی روایات کا احترام کیا جائے۔ ہر خاندان کا اپنا ایک رہن سہن اور معاملات سے نمٹنے کا طریق ہوتا ہے۔ نئے جوڑے کو خیال رکھنا چاہیئے اور ایک دوسرے کے خاندانی معاملات کا احترام کرنا چاہیئے۔ اگرچہ وہ ان کے اپنے خاندان سے کتنے ہی مختلف ہوں جلد بازی میں اپنے خیالات یا اقدار کو مسلط نہیں کریں۔ ایک دوسرے کی خاندانی عادات، روایات، اور طور طریقوں کا مذاق نہیں اڑانا چاہیئے۔

دلہا دلہن کو اپنے سسرال میں شرم و حیا کے تقاضوں کا خیال رکھنا چاہیئے۔ (مثلاً بہو کا سسر اور دیوروں کے ساتھ یا داماد کا سالیوں کے ساتھ)۔

گھریلو ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی توقع

دلہن سے گھر کے کام کاج کی کچھ دنوں یا ہفتوں تک توقع نہیں کرنی چاہیئے۔ بعد میں کام کاج گھر کے افراد میں منصفانہ طور سے بانٹنے چاہئیں تاکہ سب لوگ گھرداری کی ذمہ داریوں میں شامل ہوں۔ کام کی یہ تقسیم باہمی رضامندی سے اور شائستہ انداز میں ہونی چاہئے ناکہ مستند یا حاکمانہ انداز میں۔ نئی دلہن نوکرانی کے طور پر بیاہ کر نہیں آئی ہے۔ یاد رہے لڑکے کے خاندان میں جذب ہونا ایک تدریجاً عمل ہے بجائے زبردستی شامل کرنے کے۔

بلا ضرورت کی شرمندگی سے بچنے کے لئے اگر لڑکی کو کھانا پکانا نہیں آتا تو لڑکے اور اس کے والدین کو پہلے سے صاف بتا دینا چاہیئے۔ ظاہر ہے اگر لڑکی کو کھانا پکانا نہیں آتا تو اس سے شادی کے معاً بعد خود ہی سے سارے گھر کے لئے کھانا پکانے کی توقع نہیں کرنی چاہیئے بلکہ اس کو ساس کی راہنمائی کی ضرورت ہو گی۔ شادی سے پہلے یہ دریافت کر لینا چاہیئے کہ لڑکی کو کام کاج میں کتنی مہارت ہے یا وہ شادی سے پہلے کتنا سیکھ لے گی اور شادی کے بعد اس کو سسرال کی طرف سے کتنی مدد چاہیئے ہو گی۔ بہتر یہی ہے کے گھر کے عام کام کاج، کھانا پکانا وغیرہ لڑکے اور لڑکی کو اپنی ماں باپ کے گھر میں ہی سیکھ لینا چاہیئے۔ یہ عادت شادی کے بعد گھر داری میں بہت فائدہ مند ہوتی ہے۔

دیگر اہم عملی امور جن کو واضح کرنا چاہیئے وہ یہ ہیں

- سسرال میں آباد ہونے کے بعد، بہو سے کیا توقعات ہیں، گھریلو کام کاج، کھانا پکانا، گھر کی صفائی وغیرہ؟
- کیا دونوں فریقین متوقع کارکردگی سے خوش اور مطمئن ہیں۔
- کیا نئی دلہن سے توقع ہے کہ کسی بیمار اور بزرگ والدین کی دیکھ بھال کرے۔ شاید ایک نرس کی طرح؟ نئے داماد سے کیا توقعات ہیں، کام پر جانا، گھریلو کام کاج میں مدد کرانا وغیرہ؟
- کیا داماد سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے سسرال والوں کی مشکل میں یا غیر متوقع نقصان میں مدد کرے؟
- کیا لڑکی شادی کے بعد گھر سے باہر کام کرنے کا ارادہ رکھتی ہے؟ اگر ایسا ہے تو اس بارے میں لڑکے اور اس کے گھر والوں سے واضح گفتگو ہونی چاہیئے۔ ان حالات میں لڑکی کو گھر میں وقت کے مطابق گھریلو ذمہ داریوں کو ڈھالنا پڑے گا۔

والدین کی ذمہ داریاں

یہ لڑکے کے والدین کی ذمہ داری ہے کہ دلہن کو محبت (شفقت) اور آرام مہیا کریں جو اپنے گھر کو چھوڑ کر نئے ماحول اور خاندان میں شامل ہوئی ہے۔ والدین کو ہر معاملے میں اپنے اختیارات مسلط نہیں کرنے چاہیئں۔ بلکہ اسکا اعتبار، اعتماد، اور احترام حاصل کریں۔ ایک بار ایک دوسرے کا اعتماد حاصل ہو جائے تو بغیر کسی دباؤ کے پر سکون ماحول میں باہمی افہام و تفہیم قائم ہو سکتی

ہے۔ ساس کو بہو کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا چاہئے جیسا وہ اپنی بیٹی کے لئے چاہتی ہے، اسی طرح بہو کو اپنی ساس کے ساتھ اپنی والدہ کا سا سلوک کرنا چاہیئے۔

عائلی ناچاقی پر روشنی ڈالتے ہوئے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطبہ جمعہ فرمودہ 10 نومبر 2006ء میں فرمایا:

"اس بات کا جائزہ لڑکے کو بھی لینا ہو گا اور لڑکی کو بھی لینا ہو گا، مرد کو بھی لینا ہو گا، عورت کو بھی لینا ہو گا، دونوں کے سسرال والوں کو بھی لینا ہو گا کیونکہ شکایت کبھی لڑکے کی طرف سے آتی ہے، کبھی لڑکی کی طرف سے آتی ہے، کبھی لڑکے والے زیادتی کر رہے ہوتے ہیں، کبھی لڑکی والے زیادتی کر رہے ہوتے ہیں لیکن اکثر زیادتی لڑکے والوں کی طرف سے ہوتی ہے۔ یہاں میں نے گزشتہ دنوں امیر صاحب کو کہا کہ جو اتنے زیادہ معاملات آپس کی ناچاقیوں کے آنے لگ گئے ہیں اس بارے میں جائزہ لیں کہ لڑکے کس حد تک قصور وار ہیں، لڑکیاں کس حد تک قصور وار ہیں اور دونوں طرف کے والدین کس حد تک مسائل کو الجھانے کے ذمہ دار ہیں۔ تو جائزے کے مطابق اگر ایک معاملے میں لڑکی کا قصور ہے تو تقریباً تین معاملات میں لڑکا قصور وار ہے، یعنی زیادہ مسائل لڑکوں کی زیادتی کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہیں اور تقریباً 40-30 فیصد معاملات کو دونوں طرف کے سسرال بگاڑ رہے ہوتے ہیں۔

اس میں بھی لڑکی کے ماں باپ کم ذمہ دار ہوتے ہیں اور لڑکے کے ماں باپ اپنی ملکیت کا حق جتانے کی وجہ سے ایسی باتیں کر جاتے ہیں جس سے پھر لڑکیاں ناراض ہو کر گھر چلی جاتی ہیں۔ یہ بھی غلط طریقہ ہے، لڑکے کا کام ہے کہ اپنے ماں باپ کی خدمت کرے لیکن بیویوں کو بھی ان کا حق دے۔۔ جو جائزہ میں نے یہاں لیا ہے اگر کینیڈا میں، امریکہ میں یا یورپ کی جماعتوں میں لیا جائے تو وہاں بھی عموماً یہی تصویر سامنے آئے گی۔"

خطبہ جمعہ فرمودہ 30 مئی 2003ء کو حضور ایدہ اللہ نے ایک عائلی مسئلے کے بارے میں جو لڑکیاں جماعت کے پاس لاتی ہیں کے بارے میں بیان فرمایا:

"ایک اور مسئلہ جو آج کل عائلی مسئلہ رہتا ہے اور روزانہ کوئی نہ کوئی اس بارہ میں توجہ دلائی جاتی ہے بچیوں کی طرف سے کہ سسرال یا خاوند کی طرف سے ظلم یا زیادتی برداشت کر رہی ہیں۔ بعض دفعہ لڑکی کو لڑکے کے حالات نہیں بتائے جاتے یا

ایسے غیر واضح اور ڈھکے چھپے الفاظ میں بتایا جاتا ہے کہ لڑکی یا لڑکی کے والدین اس کو معمولی چیز سمجھتے ہیں لیکن جب آپ بیچ میں جائیں تو ایسی بھیانک صورتحال ہوتی ہے کہ خوف آتا ہے۔ایسی صورت میں بعض دفعہ دیکھا گیا ہے کہ لڑکا تو شرافت سے ہمدردی سے بچی کو، بیوی کو گھر میں بسانا چاہتا ہے لیکن ساس یا نندیں اس قسم کی سختیاں کرتی ہیں اور اپنے بیٹے یا بھائی سے ایسی زیادتیاں کرواتی ہیں کہ لڑکی بیچاری کے لئے دو ہی راستے رہ جاتے ہیں۔ یا تو وہ علیحدگی اختیار کر لے یا پھر تمام عمر اس ظلم کی چکی میں پستی رہے۔ اور یہ بھی بات سامنے آئی ہے کہ بعض صورتوں میں جب اس قسم کی زیادتیاں ہوتی ہیں، جب لڑکی بحیثیت بہو اختیارات اس کے پاس آتے ہیں تو پھر وہ ساس پر بھی زیادتیاں کر جاتی ہے اور اس پر ظلم شروع کر دیتی ہے۔اس طرح یہ ایک شیطانی چکر ہے جو ایسے خاندانوں میں جو تقویٰ سے کام نہیں لیتے جاری رہتا ہے۔ حالانکہ نکاح کے وقت جب ایجاب و قبول ہوتا ہے، تقویٰ اور قول سدید کے ذکر والی آیات پڑھ کر اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے اور ہمیں یہ بتایا جاتا ہے کہ ایسا جنت نظیر معاشرہ قائم کرو اور ایسا ماحول پیدا کرو کہ غیر بھی تمہاری طرف کھنچے چلے آئیں۔ لیکن گو چند مثالیں ہی ہوں گی جماعت میں لیکن بہر حال دکھ دہ اور تکلیف دہ مثالیں ہیں ... اللہ کرے کہ ہر احمدی گھرانہ خاوند ہو یا بیوی، ساس ہو یا بہو، نند ہو یا بھابھی تقویٰ کی راہوں پر قدم مارنے والی اور ایک حسین معاشرہ قائم کرنے والی ہوں۔"

اس بات کا خیال رکھیں کہ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے نصیحت فرمائی ہے کہ عائلی مسائل اگر سسرال میں رہنے کی وجہ سے پیدا ہو رہے ہوں تو والدین کو جوڑے کو علیحدہ ہونے میں معاونت کرنی چاہیے۔

(3)نوبیاہتا جوڑے کی علیحدہ رہائش

(حوالہ: مرد عورتوں پر نگران ہیں اس فضیلت کی وجہ سے جو اللہ نے ان میں سے بعض کو بعض پر بخشی ہے اور اس وجہ سے بھی کہ وہ اپنے اموال (ان پر) خرچ کرتے ہیں۔ ۴:۳۵)

اگر میاں بیوی کا گھر والدین کے گھر سے علیحدہ ہونے کا معاہدہ ہو تو پھر اس کے سامان آرائش یا تیاری کی ذمہ داری کی توقعات کس سے ہیں؟ دونوں فریقین کی طرف سے ایک دوسرے پر کسی قسم کا دباؤ نہیں ہونا چاہیئے۔ کیا کوئی فریق کسی قسم کا دباؤ تو محسوس نہیں کر رہا؟ کیا وہ مطمئن ہیں اور ان کو یہ قابل قبول ہے یا وہ اس کو شادی سے پہلے طے کرنا چاہتے ہیں؟

درجہ ذیل میں دی گئی تجاویز ایک نئی دلہن کے لئے مد (مناسب) ہیں۔ اگر وہ نوکری نہیں کر رہی اور گھر میں کافی دیر اکیلے رہ رہی ہے۔ اس کو ایک ایسی زندگی کے لئے تیار ہونا چاہیے جو کہ اسکی حالیہ زندگی سے نمایاں انداز میں مختلف ہو سکتی ہے۔ جب شوہر گھر سے باہر کام پر گیا ہو، اچانک اکیلا پن محسوس ہو سکتا ہے اور ذہنی دباؤ بھی ہو سکتا ہے۔ نئی دلہن کو یہی نصیحت ہوگی کہ گہری سوچوں میں گم ہونے، انٹرنیٹ یا فون پر بے جا وقت ضائع کرنے، زیادہ سونے اور اپنے آپ کو اور گھر کو نظر انداز کرنے سے گریز کرے۔

اگر گھر میں اکیلی ہو تو اپنے آپ کو مصروف رکھے

- گھریلو کاموں کے لئے ایک روزانہ کا معمول بنائے۔
- ایسے کاموں میں مصروف رہے جو حال اور مستقبل دونوں میں فائدہ مند ہوں (جیسا کہ کوئی کورس وغیرہ)۔
- ایسے لوگوں کے ساتھ دوستی کرے جسکی اجازت شوہر دے، اور ایسے لوگوں سے کبھی دوستی نہیں کرنی چاہیئے جن پر شوہر کو اعتراض ہو۔ یہ اصول دونوں میاں بیوی کے لیئے یکساں ہے (اپنے ہم جنس دوست بنائیں)۔
- اپنے گھر والوں سے وقتاً فوقتاً رابطہ رکھے اور ان کو اپنی خیریت سے آگاہ کرے اور ان کی دعائیں حاصل کرے۔ والدین اور سسرال والوں کے ساتھ اکثر رابطہ رکھے۔ اور ایک دوسرے کی اس معاملہ میں حوصلہ افزائی کریں۔ جس سے سب کا اعتماد قائم رہتا ہے۔

- حضرت مسیح موعودؑ کی کتب کا مطالعہ کرے اور اپنی دینی معلومات میں اضافہ کرے۔اس امید سے کہ مستقبل میں بچوں کے لئے اچھی مثال قائم ہو گی۔

گھریلو کام کاج کی ذمہ داریاں بانٹنا

- اس بات پر متفق ہونا چاہئے کہ گھر کیسے چلایا جائے۔ سودا سلف خریدنے اور روزمرہ کے گھریلو کاموں کی ذمہ داری کس کی ہے؟ عموماً اس کی ذمہ داری خاتون خانہ پر آتی ہے۔ لیکن کوئی معین قاعدہ و قانون نہیں اور یہ اس پر منحصر ہے کہ لڑکی گھر سے باہر نوکری کر رہی ہے یا نہیں، پورا وقت یا آدھا وقت۔ جو بھی متفقہ فیصلہ ہو دونوں فریقین اس انتظام سے خوش اور مطمئن ہونے چاہئیں۔
- اگر خاتون خانہ گھر کے اخراجات کی دیکھ بھال کر رہی ہے تو دونوں میاں بیوی کی متفقہ رائے ہونی چاہئے کہ ان کاموں کو انجام دینے کے لئے ہر ہفتے یا ہر مہینے کتنی رقم درکار ہو گی۔ اخراجات کی رقم کی معقولی کے لئے وقفے وقفے سے جائزہ کی گنجائش ہونی چاہئے۔
- آپس میں طے کر لیں کہ کرایہ اور یوٹیلٹی بل، فون اور انٹرنیٹ کے بل، کار کے پٹرول، انشورنس وغیرہ کو ادا کرنا کس کی ذمہ داری ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا مرد اپنی بیوی بچوں کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہو گا۔ عورت اپنے شوہر کے مال کا حاکم ہے اور اس سے سوال ہو گا(بخاری اور مسلم)

روزمرہ کے کاموں کو ادا کرنے کے معمول کے لئے تجاویز

جیسا کے پہلے بھی بیان ہو چکا ہے کہ گھر کے کام افہام و تفہیم سے تقسیم کئے جا سکتے ہیں۔ مگر گھریلو خاتون خانہ کے لیے مدد ہو گا اگر وہ:

- صبح ایک ساتھ اٹھیں اور مل کر ناشتہ کریں۔اپنے شوہر کی ناشتے میں مدد اور ساتھ کھانے سے دن کے آغاز سے ہی کچھ وقت اکٹھے گذارنے کا موقع مل سکے گا۔اگر شوہر کا معمول ہو تو اس کے لنچ پیک کرنے میں مدد کرنے کی کوشش مناسب خیال ہو گا

- گھر کے بہت سے کام مثلاً کھانا بنانا اور کپڑے دھونا وغیرہ مل جل کر کئے جا سکتے ہیں۔ البتہ اگر بیوی گھر پر ہو تو ہو سکتا ہے کہ اس کو زیادہ ذمہ داری اٹھانی پڑے۔
- رات کا کھانا ایک دوسرے کے ساتھ وقت گزارنے کا اچھا وقت ہوتا ہے۔ اگر بیوی کو کھانا پکانا آتا ہو تو وہ اپنی اور شوہر کی پسند کے مطابق کھانا تیار کر سکتی ہے اور اس بات کی کوشش ہونی چاہیے کہ دونوں کھانا ساتھ ہی کھائیں۔
- پورے دن کا ایک معمول بنانا مناسب ہوتا ہے، ویکیوم، دھلائی، صفائی، کھانا پکانا، وغیرہ سارے معمول کے کام شوہر جب کام پر ہو اور اس کے گھر آنے سے پہلے ختم کر دینے چاہیئں۔
- جب شوہر کام سے واپس گھر آئے تو بیوی کو اچھی طرح تیار ہو کر رہنا چاہیئے۔ اکثر شوہر گھر آنے پر بیوی کو رات کے کپڑوں میں دیکھ کر مایوس ہو جاتے ہیں۔
- اسی طرح بیوی بھی یہی چاہتی ہے کہ اس کا شوہر گھر میں اچھے حلیے میں ہو۔
- جب شوہر کام سے گھر پر آئے تو سوائے اشد ضرورت کے رشتہ داروں یا دوستوں سے فون پر بات چیت یا ٹیکسٹنگ سے گریز کریں تاکہ آپس میں وقت گذارنے کا موقعہ مل سکے۔
- شوہر کو بھی چاہیئے کہ بیوی کی ضروریات کا خیال رکھے اور جہاں تک ممکن ہو گھر کے کاموں میں ہاتھ بٹائے، اور بیوی کے کاموں کو سراہے۔
- گھر آنے پر شوہر بیوی کو محبت سے ملے اور جہاں تک ممکن ہو بیوی کی دن بھر کی مصروفیات کو غور سے سنے۔
- سوائے اشد ضرورت کے شوہر کو گھر آتے ساتھ ہی کمپوٹر یا فون کے استعمال سے گریز کرنا چاہیئے۔ دونوں کو ایک دوسرے کو توجہ دینی چاہیئے اور ایک دوسرے کو وقت دینے میں ترجیح دینی چاہیئے۔

(حوالہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا گیا کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کرتے تھے آپ نے بتلایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے گھر کے کام کاج یعنی اپنے گھر والیوں کی خدمت کیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوتا تو فوراً (کام کاج چھوڑ کر) نماز کے لیے چلے جاتے تھے۔ (بخاری)

مالی معاملات

شادی میں بگاڑ کی ایک عام وجہ مالی معاملات میں تنازعہ ہے۔ان معاملات کو عقلمندانہ طریق پر حساس اور منصفانہ طور پر حل چاہیئے۔دونوں فریقین کو گھریلو اخراجات پر متفق ہونا چاہیئے۔بعض دفعہ شوہر نے رشتہ داروں کی مالی امداد کی ذمہ داری لی ہوتی ہے۔ اس بات کو شادی سے پہلے واضح کر دینا چاہئے۔اگر شوہر اکیلا گھر کا سرپرست ہے،بیوی کو اس بات کی توقع نہیں رکھنی چاہیئے کہ شوہر اپنی کمائی سے بیوی کے خاندان والوں کی مدد کرے گا(جس بارے میں شوہر کے اختیارات اور اظہار رائے زیادہ معنی رکھتی ہے۔)

اگر شوہر کی تنخواہ کا ایک بڑا حصہ شادی شدہ جوڑے کے استعمال اور گھر کے اخراجات کے علاوہ خرچ ہو رہا ہے تو شادی سے پہلے اس کا اظہار کر دینا چاہیئے۔

اگرچہ شوہر پر والدین اور بہن بھائیوں کی مالی ذمہ داری عائید ہے مگر اسکو یہ سمجھنا چاہیئے کہ بیوی بچوں پر خرچ کرنا اس کا اولین فرض ہے۔

جیب خرچ

گھر کے اخراجات کے علاوہ ذاتی استعمال کے لئے بیوی کو جیب خرچ کے لئے معقول رقم دینی چاہیئے۔

شادی کے پہلے سال تمام چھوٹے موٹے اخراجات کا ایک تحریری حساب یا آن لائین ریکارڈ رکھ لینا بہتر ہے۔اس سے ایک دوسرے کے خرچ کرنے کی عادات کا اندازہ ہوتا ہے اور مالی اخراجات میں توازن قائم رکھنے میں مدد ملتی ہے۔

اس بات کو یاد رکھنا چاہیئے کہ شوہر کی کمائی دونوں میاں بیوی کے لئے ہوتی ہے لیکن بیوی کی کمائی پر صرف اس کا حق ہوتا ہے اور وہ اس کو جیسے چاہے خرچ کرے۔شوہر کو بیوی کی کمائی پر نظر نہیں رکھنی چاہیئے۔بیوی پر زور زبردستی نہیں کرنی چاہیئے کے وہ اپنی تنخواہ شوہر کو دے۔وہ شوہر غلطی پر ہیں جو سمجھتے ہیں کہ بیوی کو گھریلو اخراجات میں حصہ ڈالنا چاہیئے۔اور اس وجہ سے پورا خرچ نہیں دیتے۔بیوی کی طرف سے گھریلو اخراجات میں حصہ اسکی اپنی رضامندی سے ہونا چاہیئے۔ہاں یہ مناسب ہے کہ بیوی اگر کام کر رہی ہو تو وہ بچہ کی دیکھ بھال کا خرچہ خود اٹھائے۔

تعطیلات، فیملی ٹائیم اور اخراجات

شادی کی تقریب پر کافی خرچ ہوتا ہے لہٰذا ہنی مون کے بعد دوبارہ چھٹیوں پر جانے کی توقع نہیں ہونی چاہیئے۔ البتہ اس کا کوئی قاعدہ یا قانون نہیں۔ گھر کے مالی حالات دیکھ کر چھٹیوں کا مطالبہ کرنا چاہیئے۔ استطاعت اور مناسبت کا خیال رکھیں۔ اچھی چھٹیاں میاں بیوی کو ایک دوسرے کے قریب لانے اور تازہ دم کرنے میں مدد ثابت ہوتی ہیں۔ دباؤ میں لی گئی چھٹیاں کسی کے لیے بھی مثبت نہیں ہوتیں۔

رشتہ داروں سے میل جول

اگر میاں بیوی دونوں کے رشتہ دار دور رہتے ہوں، ان سے ملاقات کتنی دفعہ کی جائے، کب کی جائے اور کتنا وقت گذارا جائے، اس امر پر حساس طریق پر اور مالی حالات کو مدنظر رکھ کر گفتگو کرنی چاہیئے۔ دونوں طرف کے رشتہ داروں کے حقوق ہیں اور باہمی اعتبار کی بنیاد پر ان حقوق کو قائم و برقرار رکھنا انتہائی اہم ہے۔

کام اور گھریلو ذمہ داریوں میں توازن

گھر کی ذمہ داری کو ادا کرنا بیوی کا اولین فرض ہے۔ اگر وہ باہر کام کر رہی ہے تو ان کاموں کو میاں بیوی آپس میں بجائے جبراً بلکہ باہمی افہام و تفہیم سے بانٹیں۔ کاموں کا فیصلہ مفاہمت سے کریں اور وقت سے پہلے احتیاط سے منصوبہ بندی کریں تاکہ میاں بیوی کے فرائض اور ذمہ داریاں واضح ہوں۔

ہر ہفتے کے اختتام پر اگلے ہفتے کا کیلنڈر تیار کر لیں اور کس کے ذمے کیا کام ہیں ان کی نشاندہی کریں مثلاً کھانا پکانا، گروسری کرنا، دیگر گھر کے کام کاج وغیرہ۔ فہرست وقت سے پہلے تیار کر لیں جو گروسری خریدنے میں مدد ہو گی اور اسطرح خرچے سے بھی واقفیت ہو گی۔

پس یہ شیڈول توازن برقرار رکھنے میں مدد ہو گا، جس سے واضح ہو گا کہ دونوں میاں بیوی ایک دوسرے کے ساتھ مناسب وقت گذار رہے ہیں یا زیادہ وقت کام پر یا دوستوں کے ساتھ گزار رہے ہیں۔ اس سے دونوں فریقین کو اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے میں

مدد ملے گی۔اور ایسے تنازعہ سے بچا جا سکتا ہے جب میاں بیوی کام سے گھر پر آئیں اور کھانا نہ بنا ہو وغیرہ۔ منصوبہ بندی اور صبر دونوں بہت اہم ہیں!

لوگوں کی دعوت

دونوں میاں بیوی کو ایک دوسرے کو بتائے بغیر کسی کو مدوع نہیں کرنا چاہیئے (استثناء قابل قبول ہیں)۔دونوں کو خیال رکھنا چاہیئے کہ ایسے لوگوں کو مدوع نہ کریں جن سے اطمینان نہ ہو سوائے ان کے جن کے حقوق اللہ نے اسلام میں محفوظ کیئے ہیں (والدین اور رحمی رشتہ دار)۔

بچے

بچوں کی پیدائش کے متعلق دونوں کا متفقہ فیصلہ ہونا چاہیئے۔اس بارے میں دونوں کے سسرال والوں کی طرف سے کوئی دباؤ نہیں ہونا چاہیئے مگر خواہش ظاہر کرنے میں کوئی حرج نہیں۔بچوں کی پیدائش کے متعلق اختلاف ہو سکتا ہے اور شادی کے پہلے ایک دو سال اس کو مسئلہ نہیں بنانا چاہیئے۔بچے کی پیدائیش پر کیا بیوی اپنی والدہ کے گھر وقت گذارے گی یا عام روایت کے مطابق اسکی والدہ مدد کی غرض سے اسکے گھر آئیں گی؟ یا وہ اپنے شوہر یا سسرال کے گھر پر ہی رہے گی؟

اگر حمل ہونے میں دشواری ہے تو طبّی مسئلہ دونوں میں سے کسی کو بھی ہو سکتا ہے۔طبّی لحاظ سے بانجھ پن دونوں جنسوں میں یکساں پایا جاتا ہے پس کسی ایک کو قصوروار ٹھہرانا مناسب نہیں۔اگر شادی کے ایک سال بعد باوجود کوشش کے اگر حمل نہ ہو تو دونوں میاں بیوی کو طبّی مشورہ لینے کے لیئے اکھٹے جانا چاہیئے۔اگر کوئی طبّی مسئلہ ہو تو ایک دوسرے کے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیئے کیونکہ دونوں کا ساتھ عمر بھر کا ہے۔یہ علیحدگی کی وجہ نہیں بنی چاہیئے۔اپنے شریک حیات کی اسی طرح حمایت کریں جیسے آپ ان سے چاہتے ہیں۔

(4)پائیدار تعلقات کی بنیاد

ایک خوشگوار شادی میاں بیوی کے لئے اس دنیا میں جنت بنا دیتی ہے۔ یہ ایک بہت بڑی نعمت ہے جس سے زندگی میں بے حد خوشی، سکون اور ہم آہنگی پیدا ہوتی ہے جو دونوں طرف سے لگن اور محنت سے ہی ممکن ہو سکتی ہے۔ کیونکہ جتنا گڑ ڈالیں اتنا میٹھا ہوتا ہے۔

دعا کی اہمیت

ایک اسلامی شادی دعا کے بغیر کامیاب نہیں ہو سکتی ہے۔ نوبیاہتا جوڑے کو اپنے دن کا آغاز اور اختتام دعا سے کرنا چاہیئے۔ ان کو تہجد کے لئے اٹھنا چاہیئے، فجر اکھٹی ادا کرنی چاہیئے اور اپنی شادی شدہ زندگی کے کامیاب ہونے کے لیئے روزانہ دو نوافل ادا کرنے کی عادت ڈالنی چاہیئے۔ یہ سب سے اہم نسخہ ہے جو شادی کو برقرار رکھنے میں مدد ہوتا ہے۔

(حوالہ: ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ رحم کرے اس آدمی پر جو رات کو اٹھے اور نماز پڑھے، پھر اپنی بیوی کو بیدار کرے، تو وہ (بھی) نماز پڑھے، اگر نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے، اور اللہ رحم کرے اس عورت پر جو رات کو اٹھے اور تہجد پڑھے، پھر اپنے شوہر کو (بھی) بیدار کرے، تو وہ بھی تہجد پڑھے، اور اگر وہ نہ اٹھے تو اس کے چہرے پر پانی کے چھینٹے مارے۔ النسائی)

آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ اسلام کے نمونے کو اپنائیں:

آنحضرت ﷺ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی مبارک زندگیاں ہمارے لئے عملی ہدایات ہیں۔ ان کا اپنی بیگمات سے سلوک اور ان کو نصائح ہمارے لئے ایک نمونہ ھیں۔ ان مبارک وجودوں نے اپنے عملی نمونہ سے راہ نمائی فرمائی اور وہ اعلی اخلاق پہلے خود اپنائے جو وہ اپنی بیگمات میں دیکھنا چاہتے تھے۔ احمدی مسلمانوں کی حیثیت سے ہماری ذمہ داری ہے کہ ہم اپنی گھریلو زندگیوں میں اعلی ترین اخلاق کے نمونے دکھائیں۔ گاھے بگاھے اپنے حالات کا جائزہ لیتے رہنا چاہئے اور بہتری کی کوشش کرنی چاہئے۔

حضرت خلیفتہ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں باقاعدگی سے خط لکھیں:

دوسرا اہم کام یہ ہے کہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں باقاعدگی سے اپنی شادی شدہ زندگی کے لئے دعا کی درخواست کے لیے خط لکھیں۔ ہر ہفتے وقت نکال کر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعا کے لیئے لکھیں۔ جب میاں بیوی کا خلیفتہ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جائے تو اس کے مثبت اثرات انکے آپس کے تعلقات میں بھی نظر آئیں گے۔ اور ان کو خلیفتہ المسیح کی برکات حاصل ہوں گی اور ان کی دعائیں ان دونوں کے لیئے تحفظ کا موجب ہوں گی۔

اکھٹے وقت گذارنا

شادی کے شروع دنوں میں نوبیاہتا جوڑے کو ایک دوسرے کے ساتھ زیادہ سے زیادہ وقت گذارنا چاہیئے۔ اگر ممکن کو ہو تو ہنی مون نوبیاہتا جوڑے میں ہم آہنگی کا باعث ہوتا ہے۔ دوسری جانب اگر اس طرح کا برتاؤ ہو کہ جیسے کچھ ہوا ہی نہیں تو وہ بھی مستقبل کے لیئے ایک کمزور بنیاد ڈال سکتا ہے۔

گفتگو

میاں بیوی کو ایک دوسرے کے ساتھ کھل کر اور مخلصانہ گفتگو کرنی چاہیئے۔ مرد اور عورت کے گفتگو کے انداز مختلف ہوتے ہیں۔ اس فرق کو پہلے سے پہچان لینا چاہیئے اور کوشش کرنی چاہیئے کہ اپنی اپنی گفتگو کو بہتر بنائیں۔

احترام

میاں بیوی کو ایک دوسرے کے ساتھ احترام سے پیش آنا چاہیئے ایک دوسرے کی پسند ناپسند، دلچسپیاں اور خوشیاں فرق ہو سکتی ہیں۔

ان کی پسند ایک دوسرے سے بہت مختلف ہو سکتی ہے۔ دو مختلف افراد اکھٹے ہوتے ہیں ان کو ایک دوسرے کو سمجھنے کے لیئے وقت دینا چاہیئے۔ مستقبل میں ایک دوسرے کی پسند اور ترجیحات کی ہم آہنگی کے لئے کافی وقت ہو گا۔

دونوں فریقین کوایک دوسرے کے احساسات کا خیال رکھنا چاہیئے اور اگر ممکن ہو ان باتوں سے گریز کرنا چاہیئے جو دوسرے کی پریشانی کا باعث ہوں (مثلاً اگر بیوی کو شوہر کا دوسری خواتین سے آزادانہ میل جول پسند نہ ہو)۔

(حوالہ: اوران سے نیک سلوک کے ساتھ زندگی بسر کرو۔ ۴:۲۰)

برداشت اور ہم آہنگی

ایک دوسرے سے مطابقت پیدا ہونے کے دوران ایک دوسرے کی غلطیوں کو برداشت کریں۔ کچھ مسائل پر قابو پانے میں مشکل بھی پیش آسکتی ہے۔ کسی کے لیے ایک دم اپنی عادات کو بدلنا ناممکن ہوتا ہے جیسے خراٹے بند کرنا، پسینہ بند کرنا، یا کسی خاص طریق سے ہنسنا وغیرہ۔ دونوں کو تحمل اور برداشت سے کام لینا چاہیئے۔ کھانے کی ترجیحات میں مطابقت نہ ہونے کی وجہ سے مشکلات ہوسکتی ہیں؛ ہوسکتا ہے کہ کسی ایک کو دوسرے کی پسند کا پکا ہوا کھانا پسند نہ ہو۔ صبر اور ہم آہنگی کی ضرورت ہوتی ہے بجائے اسکے کہ دوسرے کو حقیر سمجھنا اور دوسرے کو ملامت کرنا کہ سسرال والوں کے کھانے کے آداب کا احترام نہیں۔

اعتماد

ایک نیا شریک حیات آپ کی زندگی میں قدم رکھ چکا ہے جس کے ساتھ آپ کی ہر چیز بٹ جائے گی۔ پس ایک دوسرے کی مخفی اور ذاتی تفصیلات مکمل رازداری میں ہونے چاہیئں۔ اس کا مطلب ہے کہ والدین اور بہن بھائیوں سے پہلے شریک حیات کو ترجیح دی جائے۔ اس بات کو یاد رکھیں اور دوسرے کے اعتماد اور اعتبار کو ٹھیس نہ پہنچائیں جو انہوں نے آپ پر کیا ہے۔

(حوالہ: اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: "قیامت کے دن، اللہ کے ہاں لوگوں میں مرتبے کے اعتبار سے بدترین وہ آدمی ہو گا جو اپنی بیوی کے پاس خلوت میں جاتا ہے اور وہ اس کے پاس خلوت میں آتی ہے پھر وہ (آدمی) اس کا راز افشا کر دیتا ہے۔ مسلم)

ایمانداری

میاں اور بیوی کے درمیان کسی قسم کا جھوٹ یا خفیہ بات نہیں ہونی چاہیئے۔ ان دونوں کو ایک دوسرے کے ساتھ راست گو ہونا چاہیے تاکہ مستقبل میں کسی قسم کا شک وشبہ یا غلط فہمی نہ ہو۔

حضرت اماں جانؓ نے خواتین کو نصائح فرمائیں کہ شوہر سے کوئی بات نہیں چھپانی چاہیئے۔ انہوں نے فرمایا کہ اگر کسی سے غلطی ہو جائے اس کو تسلیم کر لینا چاہیئے بجائے حقیقت کو چھپانے کی کوشش کی جائے۔ انہوں نے بیان فرمایا "اپنے شوہر سے پوشیدہ یا وہ کام جس کو ان سے چھپانے کی ضرورت سمجھو ہر گز کبھی نہ کرنا۔ شوہر نہ دیکھے مگر خدا دیکھتا ہے اور آخر ظاہر ہو کر عورت کا وقار کھو سکتا ہے۔ (شادی بیاہ کے موقع پر بیٹی کو نصائح صفحہ ۴)

ذاتی باتوں کا پردہ

میاں بیوی کے نجی تعلقات پوشیدہ رہنے چاہیئں اور اس طرح کے مسئلے مسائل ان کو خود حل کرنے چاہیئے۔ جتنا ممکن ہو سکے شادی کے پہلے کچھ ہفتوں میں دوسروں کو شامل کرنے سے گریز کریں۔ میاں بیوی کو خود ہی مسائل کا حل تلاش کرنا چاہیئے اور ایک دوسرے کے ناتجربہ کار ہونے کا لحاظ رکھنا چاہیئے۔

(حوالہ: تقریباً ۳۰۔۴۰ فیصد معاملات کو دونوں طرف کے سسرال بگاڑ رہے ہوتے ہیں۔ اس میں بھی لڑکی کے ماں باپ کم ذمہ دار ہوتے ہیں۔ خطاباتِ مسرور، جلد ۴، صفہ ۵۶۵)

سسرال کا پردہ

دونوں فریقین پر ان کے نئے خاندان کے معاملات کے بارے میں اعتماد کیا جاتا ہے۔ باہر کے لوگوں کو اپنے خاندان میں ہونے والے واقعات کے بارے میں نہیں بتانا چاہیئے، خصوصاً نئے خاندان کے افراد کی کمزوریاں یا خامیاں۔ ہر ایک میں خامیاں ہوتی ہیں یہاں تک کہ اپنے خاندان میں بھی۔ سسرال کا رہن سہن دونوں فریقین کے لیئے نیا ہو سکتا ہے لیکن ان پر واجب ہے کہ اپنے سسرال والوں کا کھلے دل سے احترام کریں۔ میاں بیوی کو اپنے سسرال کے معاملات کو مخفی رکھنا چاہیئے اور انکی تفصیلات اپنے والدین کو بھی نہیں بتانی چاہیئے۔ والدین قدرتی طور پر اپنے بچوں کی بہبود کے بارے میں حساس ہوتے ہیں اور چھوٹے چھوٹے مسائل پر ان کا شدید ردعمل ہو سکتا ہے چاہے میاں بیوی آپس میں خوش باش ہوں۔ سمجھ بوجھ کر اپنے سسرال یا کسی کے بارے میں کچھ کہنا چاہیئے۔ سسرال والے بھی حسن سلوک کا جواب احسان سے ہی دیں گے۔

رشتہ داروں سے تعلقات

دونوں فریقین کو ایک دوسرے کے ساتھ رہنے کے علاوہ دوسرے گھر والوں کے فرائض کو بھی نہیں بھولنا چاہیئے۔ایک دوسرے کو وقت دینے کے ساتھ ساتھ والدین اور بہن بھائیوں کے حقوق ادا کرنا بھی اہم ہے۔جیسا کہ ان کو صبح کے وقت سلام کرنا یا اگر معمول ہو تو ساتھ کھانا کھانا۔دونوں میاں بیوی کو دوسرے رشتہ داروں کے بارے میں بھی معلومات رکھنی چاہیئے تاکہ ان کو اس بات کا احساس نہ ہو کہ ان کو نظر انداز کیا جا رہا ہے۔والدین کو وقتاً فوقتاً اپنی خیریت کے بارے میں مطلع کرتے رہیں جو کہ ایک اہم ذمہ داری ہے۔

دوستوں سے تعلقات

دونوں میاں بیوی کو تعلقات کی ترجیحات کا احساس ہونا چاہیئے کہ اب ان کو شریک حیات کو ترجیح دینی ہے۔دوستوں کے ساتھ کم وقت گزارنا چاہیئے۔پورا قطع تعلق بھی تجویز نہیں کیا جاتا اور کبھی کبھار ان سے رابطہ کر کے ان کو مطلع کرتے رہیں۔

تعلقات کی حدود کے بارے میں اسلامی ہدایت

شادی اللہ تعالی کی طرف سے ایک مقدس تحفہ ہے اور اس کو ایک قیمتی خزانہ سمجھنا چاہیئے۔یہ دائمی ساتھ ہوتا ہے اور حساس معاملہ ہے نا کہ ایک عارضی ساتھ ہے جس کو غیر اہم سمجھا جائے۔دونوں میاں بیوی کو شادی کے متعلق ہدایات (احکامات) اور اپنے فرائض کے بارے میں مکمل آگاہی ہونی چاہیئے جو قرآن کریم،احادیث،دس شرائط بیعت،اور خلفاء نے بیان کی ہیں۔دونوں فریقین کی ذمہ داری ہے کہ وہ شادی کے تقدس کو قائم رکھتے ہوئے ایک دوسرے کی خامیوں کو ڈھانپیں،ذاتی معاملات کو مخفی رکھیں اور اپنے شریک حیات کی اسی طرح عزت کریں جس کی آپ ان سے توقع رکھتے ہیں۔

شادی:ایک ساتھ اور ایک سفر

میاں بیوی کو ایک دوسرے کی خامیوں کی بجائے خوبیوں پر نظر رکھنی چاہیئے۔ شادی ایک سفر ہے۔اس میں اتار چڑھاؤ آتے ہیں۔ یہ دونوں فریقین کی طرف سے ذاتی قربانی چاہتی ہے۔ ہر ایک ذہنی سکون اور خوشی پسند کرتا ہے جب سب کچھ ٹھیک چل رہا ہو، لیکن آزمائش میں صبر واستقلال کے ساتھ مقابلہ کے لیئے تیار رہنا چاہیئے۔

(حوالہ: وہ تمہارا لباس ہیں اور تم ان کا لباس ہو ۲:۱۸۸)

(5) ممکنہ تنازعات اور ان کا حل

کچھ ہفتوں کے بعد، جب شادی کا جوش و خروش ختم ہوتا ہے، نو بیاہتا جوڑے کو اپنا شریک حیات اور اس کے رشتہ دار مختلف نظر آنے لگتے ہیں۔ وہ امور جن کو پہلے نظر انداز کیا گیا تھا اہم محسوس ہوتے ہیں۔ شروع دنوں میں کوشش کرنی چاہیئے کہ معمولی غلطیوں پر زور نہ دیں۔ دونوں کے مابین افہام و تفہیم اسی وقت ہو سکتا ہے جب دونوں کچھ کچھ چھوڑیں اپنے حقوق چھوڑیں۔ یہ ان کی نئی زندگی ہے اور دونوں کو اس حقیقت کو سمجھنا چاہیئے۔ ایک شادی کو کامیاب بنانے کے لیے دونوں طرف سے یکساں کوشش ہونی چاہیئے۔

شادی دو افراد اور دو خاندانوں کا ملن ہے۔ دو افراد کے مابین اختلاف کو دور کرنا زیادہ آسان ہے بہ نسبت دو خاندانوں کے۔ ایک خاندان دو افراد سے زیادہ لوگوں پر مشتمل ہوتا ہے جن کی عادات، اطوار اور روایات ان میں مضبوطی سے قائم ہوتی ہیں۔ پس دونوں فریقین کو نصیحت کی جاتی ہے کہ خاندانوں کے ساتھ بے جا مٹھ بھیڑ نا کریں۔ سمجھوتا کرتے ہوئے ان اطوار، عادات، اور روایات کو برداشت کریں سوائے اس کے کہ وہ غیر اسلامی ہوں۔

صبر و تحمل وافہام و تفہیم کا تقاضا ہے کہ تنازعات اور شریک حیات کے یا خاندانی مسائل علیحدگی میں شریک حیات سے بیان کیئے جائیں۔ بہتر ہے کہ دونوں خاندانوں کے دوسرے افراد کو شامل نہ کریں کیونکہ وہ اپنے نظریہ کے مطابق حل پیش کریں گے۔ اکثر افراد خانہ کی مداخلت شادی کے ٹوٹنے کا باعث ہوتی ہے۔

اگر کوئی مشکل درپیش ہو تو اسکو باہمی احترام اور حل تلاش کرنے کے نظریہ سے نمٹنا چاہیئے۔ سب سے بڑھ کر تقویٰ کو مد نظر رکھیں۔ کیا اللہ اس سے خوش یا ناخوش ہو گا اگر یہ مسئلہ اس کے سامنے پیش کیا جائے۔ ہر ایک تنازعہ کو دعا سے حل کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔

تنازعات اور بحث و تکرار

اظہار خیالات کے دوران اختلافات اکثر پیدا ہو سکتے ہیں۔ دلہا دلہن کو نصیحت کی جاتی ہے کہ درجہ ذیل میں دیئے گئے نکات

کو یاد رکھیں۔

- واپس جواب دینے سے گریز کریں
- جب دوسرا غصہ میں ہو تو بات کرنے سے گریز کریں۔
- اختلاف کے دوران ایک دوسرے کے افراد خانہ کے بارے میں کچھ بھی کہنے سے گریز کریں (مثلاً دوسرے کے والدین یا رشتہ دار ایسے ویسے ہیں وغیرہ)
- اپنی آواز کبھی بلند نہیں کریں۔ تمام مسائل، بڑے یا چھوٹے، ان کو اطمینان، سمجھداری سے اور عام لہجہ میں حل کریں۔
- گالی گلوچ سے اجتناب کریں
- تشدد سے پرہیز کریں (جیسے چیزیں پھینکنا، مکہ یا تھپڑ مارنا وغیرہ)۔ تشدد کرنے سے انسان اپنی عزت کھو دیتا ہے۔
- اختلاف کو جلد سے جلد ختم کریں۔ کوئی ایک معذرت کرکے کر سکتا ہے (اگرچہ آپ غلطی پر ہیں اور دوسرا اس کو قبول کرنے سے قاصر ہے، آپ ان کو بعد میں درست کر سکتے ہیں جب وہ اچھے مزاج میں ہوں) یا اختلاف کے وقت کوئی جواب نہ دے۔
- اگر اختلافات مستقل ہوتے جائیں تو پھر تجربہ کار اور سمجھدار خاندان کے بزرگ افراد سے مدد طلب کی جائے بشرطیہ کہ وہ کسی ایک کی طرف داری نہیں کریں گے۔
- کبھی کبھار خاندان کا کوئی چھوٹا فرد جو کسی ایک فریق کے زیادہ قریب ہو وہ فوری حل پیش کر سکتا ہے۔

ان ٹھوکروں سے بچیں

- ایسے افرد سے خبردار رہیں جو ایسے عائلی معاملات میں مداخلت کرتے ہیں جو صرف میاں اور بیوی کے درمیان میں رہنے چاہیئے۔ (مثلاً بیوی کی سہیلی اگر ہمیشہ شوہر سے جھگڑا کرنے کی صلاح دے، یا شوہر کی والدہ بیوی سے سختی کرنے کے لئے کہے)
- ایسے رشتہ داروں اور دوستوں سے خبردار رہیں جو اس تلاش میں رہتے ہیں کہ میاں بیوی کے درمیان کیسے تعلقات ہیں کیونکہ ان کو صرف گپ شپ میں دلچسپی ہوتی ہے نہ کہ مخلصانہ مدد کرنے کی۔

اگران تمام امور کے باوجود مسائل کا حل نہ نکلے تو کسی ثالث کو رازداری سے شامل کریں۔ اگر کوئی ایک یا اس کے خاندان والے اس طرح کا سلوک کر رہے ہوں جس سے دوسرے کو یا اسکی صحت کو خطرہ ہو یا واضح اسلامی تعلیمات کے خلاف تشدد ہو رہا ہو، تو سمجھداری سے مدد طلب کرنی چاہیئے۔ (جیسا کہ صدر جماعت جو مکمل رازداری سے ممبران اصلاحی کمیٹی کے ذریعہ اس مسئلہ کا حل تلاش کریں)

اپنے والدین سے مدد اور نصیحت طلب کریں۔

باقاعدگی سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اور نیک بزرگان سے دعا کی درخواست کریں جو انتہائی اہم اور فائدہ مند ہے۔

بالآخر دعا کی طاقت کو کم نہ جانیں۔

وَالَّذِيْنَ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَا هَبْ لَنَا مِنْ اَزْوَاجِنَا وَذُرِّيّٰتِنَا قُرَّةَ اَعْيُنٍ وَّاجْعَلْنَا لِلْمُتَّقِيْنَ اِمَامًا ﴿۷۵﴾

اور وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ہمیں اپنے جیون ساتھیوں اور اپنی اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا کر اور ہمیں متقیوں کا امام بنادے۔ (الفرقان، 75)